امسال کے صوبہ سرحد میں
ہمارے مقرر کردہ

ڈیلرز

۱۔ خلیل الیکٹرک سٹور، صدر، پشاور۔
۲۔ طاہر الیکٹرک سٹور، خواجہ گنج، ہوتی مردان۔
۳۔ اتحاد کمبل ہاوس، بٹ خیلہ بازار، بٹ خیلہ۔ فون ۶۱۴
۴۔ سعید ٹرنک ہاوس، بازار نمر گرہ، ضلع دیر۔ فون ۱۱۴
۵۔ شہزاد اینڈ برادرز، کیولری روڈ، کینٹ بازار نوشہرہ صدر
۶۔ عوامی الیکٹرک اینڈ سینٹری سٹور۔ بنوں۔
۷۔ صاحبزادہ محمد ادریس، حاجی فرید گل ایگزمرچنٹ
تورڈھیر، تحصیل صوابی، ضلع مردان۔

ESTD. 1936
S.A
FANS & MOTORS

- سیلنگ
- ٹیبل
- پیڈسٹل
- ٹیبل کم پیڈسٹل
- ایگزاسٹ
- اور موٹریں

ملک بھر میں مقبول اور کامیاب
تسکین و آرام کے ضامن

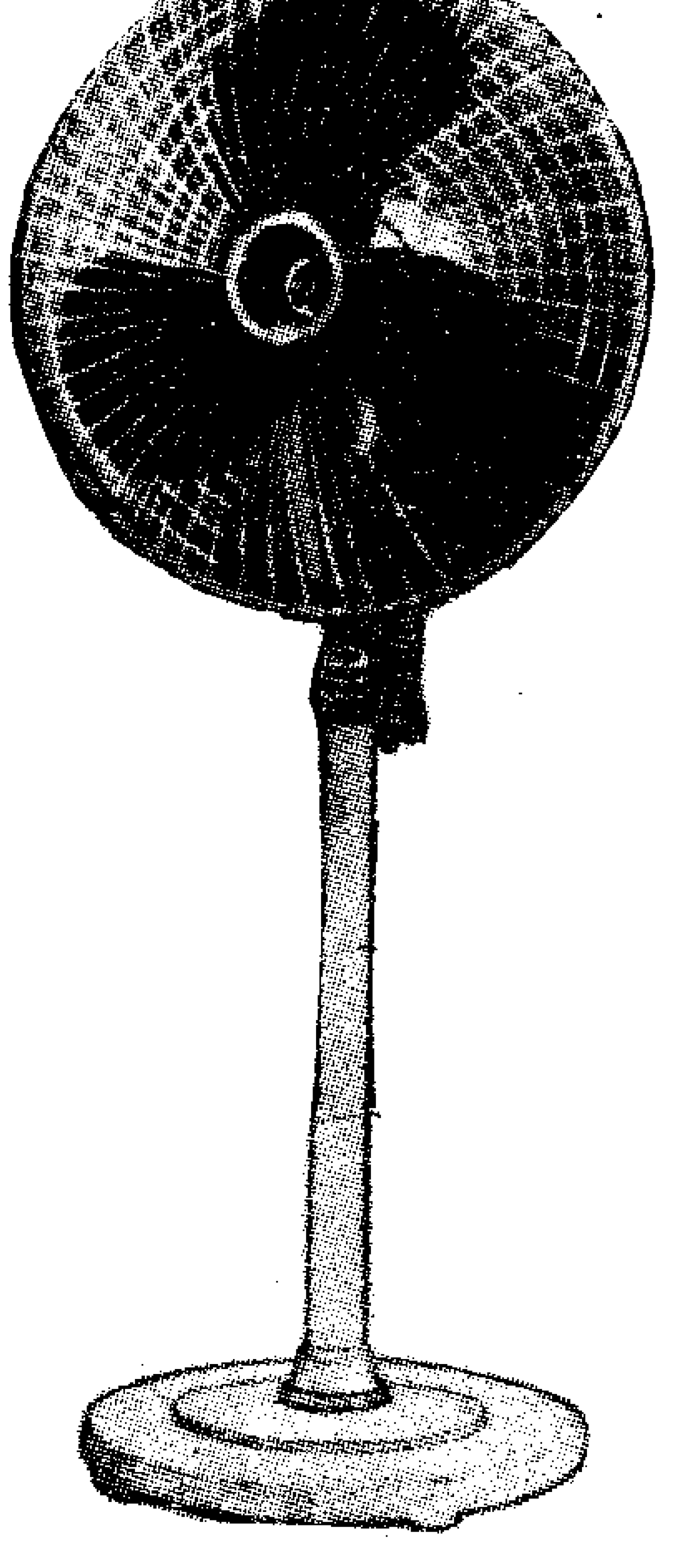

ایس اے پنکھے اور موٹریں

کم خرچ
بالانشین

منجانب بورڈ آف ڈائریکٹرز

ESTD. 1936
S.A
FANS & MOTORS

فون - 4700
گرام - ESSAYFAN

ایس اے الیکٹریکل انڈسٹریز لمیٹڈ
جی ٹی روڈ گجرات

مشاہیر علماء سرحد

حافظ محمد ابراہیم فانی
مدرس دارالعلوم حقانیہ

مولانا عبدالوحید قاسمی زروبوی رحمہ اللہ

ایک علمی و ادبی تذکرہ

جامعۂ انسانیت دارالعلوم دیوبند کے کس کس فرزند کا تذکرہ کیا جائے۔ اس چمنستانِ علوم نبوت کے (ک)ون کون سے گل سرسبد کی مہک سے روح کو طراوت و تازگی بخشی جائے۔ اس درسگاہ سے جو بھی شخصیت (ن)کلی کسی نہ کسی جہت سے اس میں ایک انفرادی و امتیازی صفت پیدا ہو گئی۔ جو کہ اس مادرِ علمی کی ہمہ گیریت اور عالم گیریت پر بیّن دلیل ہے۔ نہ جانے اس خطۂ صلحا میں وہ کونسی مقناطیسی جاذبیت ہے جس نے جہاں بھی کوئی جوہر قابل (د)یکھا اس کو اپنی طرف مائل کر دیا۔ گویا مفلسانِ علوم نبوی کا ایک ہجوم اس درِ غنا سے انما انا قاسم واللّٰہ یعطی کے (م)ظاہرہ کا طلب گار ہوتا ہے

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو — شیئاً للّٰہ از جمال روئے تو
دستِ بکشا جانبِ زمبیلِ ما — آفریں بردست و بر بازوئے تو

بعد میں کچھ تو گردونِ علم و ادب پر آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ کچھ میدانِ سیاست کے شہسوار ہوئے (ک)سی نے صحافت کو اپنایا کوئی مبلغ و داعی کی حیثیت سے ابھرا۔ کسی نے مسندِ تدریس و افتاء کو سنبھالا۔ کچھ خانقاہ (ک)ے سریر آرائے طریقت ہوئے۔ اور کسی نے اپنے لئے گوشۂ خمول اور کنجِ عزلت میں خدمتِ دین قیم کا بیڑہ اٹھایا۔ (ا)ن میں سے ہر ایک اپنی متعین کردہ راہ پر تیز گام اور اپنی دھن میں مگن رہا۔ ان کو دشمن اپنے مقصد سے ہٹا سکا (ن)ہ حرص و آز ان کے لئے زنجیرِ پا ہوا۔ مکروہات دنیا سدِّ راہ بنے نہ سیلِ حوادث نے ان کا راستہ روکا۔ اہلِ زر کا (د)ولت آڑے آیا اور نہ مصلحتوں نے ان کی توجہ کسی دوسری جانب مبذول کرائی۔

درحقیقت یہی وہ بلاکشانِ محبت ہیں جن کو سوئے یار کے علاوہ اور کسی سمت کا پتہ نہیں ہے

علی الصباح چوں مردم بکار و بار روند
بلاکشانِ محبت بسوئے یار روند

ذیل میں اس مادرِ علمی کے ایک فردِ فرید مولانا عبدالوحید صاحب قاسمی کا تذکرہ اور ان کے علمی و ادبی مقام پہ تبصرہ پیشِ خدمت ہے۔

ولادت و خاندان | آپ موضع زروبی (ضلع مردان) میں مولانا مظہر جمیل بن مولانا محمد اکرم کے ہاں ۱۵ راکتوبر ۱۹۲۱ء کو پیدا ہوئے۔ خاندانی لحاظ سے آپ اس شجرۂ طوبیٰ سے منسلک ہیں جس کی نجابت و علمیت کا شہرہ عالم اسلام میں پھیلا ہوا ہے۔ آپ کے والد گرامی اگرچہ باقاعدہ فارغ التحصیل نہیں تھے۔ لیکن منقول و معقول کی اکثر کتابیں آپ کو ازبر تھیں۔ فارغ اوقات میں مطالعۂ کتب میں مصروف رہتے۔ یا طلبہ کے حلقۂ درس میں شرکت فرماتے۔ آپ (مولانا مظہر جمیل) کے داماد مولانا عبدالحلیم صاحب صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک قدس سرہ جب دیوبند سے تشریف لاتے اور بیماری کے باعث اپنے محلہ کی مسجد میں درس شروع کیا۔ تو بلاناغہ درس بیضاوی میں شریک ہوتے۔ نیز حافظہ و ذہانت کی وجہ سے بعد از درس اکثر طالب علم مشکل مقامات کے بارے میں آپ سے استفسار کرتے۔

مولانا محمد اکرم جو کہ اکرم بابا سے یاد کئے جاتے ہیں۔ صاحب جذب وحال اور صاحب نسبت بزرگ تھے غالباً اخوند عبدالغفور صاحب، سوات کے مرید اور ماذون تھے۔ آپ کے خوارق و کرامات کے بارے میں کافی واقعات مشہور ہیں۔ موت سے قبل اپنے تیمارداروں سے فرمایا کہ میرا معاملہ صاف ہو گیا ہے تھوڑی دیر آپ اور بیٹھ جائیں مہمان آنے والے ہیں۔ کچھ دیر بعد آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

قیام غورغشتی کے دوران ایک دفعہ صحرا میں ذکر و شغل میں مصروف تھے کہ ایک چوہے پر نظر پڑی جو اپنے بل سے مٹی نکال کر اندر گھس جاتا ہے۔ اور سر نکالتا ہے۔ آپ کو یہ تماشا عجیب لگا۔ آپ نے ایک کنکری اٹھائی اور اس کی طرف پھینکی۔ اتفاقاً وہ اس چوہے کو لگی اور وہ مر گیا۔ آپ کو اس کی موت کا اتنا قلق ہوا کہ بے اختیار رونے لگے۔ اور اسی وقت پاپیادہ اپنے مرشد صاحب سوات کی طرف چل دئے۔

چند روز کے سفر کے بعد جب وہاں پہنچے تو حضرت سے فرمایا کہ مجھ سے ایک عظیم گناہ بصورت قتل نفس سرزد ہوا ہے۔ میرے لئے خداوند تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کیجئے۔ اس وقت حضرت کے پاس اپنے عقیدت مندوں کا ایک جم غفیر تھا۔ آپ نے ان کی طرف توجہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آج کل لوگ عمداً انسان کو قتل کر دیتے ہیں لیکن ان کے دل میں خوف آخرت و محاسبہ کا وسوسہ تک نہیں ہوتا۔ یہ شخص (ان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) کتنے دور سے پاپیادہ صرف اس جرم کے بارے میں یہاں آیا ہے۔

اسی طرح بعد از وفات آپ کے کپڑوں میں کچھ نورانی آثار رہ پیدا ہوئے۔ تو جب مولانا عبدالوحید صاحب مرحوم دیوبند جا رہے تھے تو اپنے ساتھ وہ کپڑے بطور تبرک لے گئے۔

ابتدائی تعلیم | ہوش حواس سنبھالتے ہی آپ نے تعلیم کی طرف توجہ دی۔ چنانچہ سکول کے ساتھ ساتھ درس نظامی کی ابتدائی کتب پڑھتے رہے۔ شرح جامی پڑھتے وقت آپ کی عمر ۱۲، ۱۳ سال کے لگ بھگ تھی۔ پھر اس کے بعد علاقائی علماء کی طرف متوجہ ہوئے۔ چنانچہ مولانا حبیب اللہ صاحب حق صاحب زرولوی رحمہ اللہ۔ حضرت مولانا عبدالرؤف صاحب نور اللہ مرقدہٗ عرف کڈی مولوی صاحب۔ مولانا سکندر خان صاحبؒ اور حضرت مولانا عبدالحلیم صاحب (صدر المدرسین حقانیہ اکوڑہ خٹک) قدس سرہٗ جیسے جہابذہ وقت سے صرف و نحو منطق و حکمت فقہ و اصول اور فقہ کی کتابیں پڑھیں۔

تجسد ارواح اور ایک واقعہ | اس ضمن میں تجسد ارواح کا ایک واقعہ ہے لیکن اس سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ تجسد ارواح ہمارے اکابرین دیوبند کے نزدیک حق ہے۔ چنانچہ مولانا مناظر احسن گیلانی قدس سرہ سوانح قاسمی ج ۱ ص ۳۲۹ تا ۳۳۳ میں ارقام فرماتے ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے۔

دارالعلوم دیوبند میں ایک طالب علم نے داخلہ لیا۔ اس شرط پر کہ میں امتحان نہیں دوں گا۔ اسے وہاں بغیر کسی امداد و تعاون کے داخلہ ملا حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس کے بعد وہ طالب علم پنجاب کے کسی شہر میں امام مسجد بنا۔ کافی عرصہ بعد وہ دارالعلوم آیا۔ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعارف کرنے کے بعد آپ نے اس سے پوچھا کہ تم بہت مدت کے بعد یہاں آئے ہو۔ اتنا عرصہ کہاں رہے۔

اس نے کہا کہ میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ میں جس گاؤں میں پیش امام ہوں وہاں ایک مولوی صاحب آئے۔ انہوں نے وہاں اپنا کافی رسوخ پیدا کر لیا۔ پھر انہوں نے لوگوں سے پوچھا کہ تمہارا امام کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ فلاں مولوی صاحب جو دیوبند سے پڑھ کر آئے ہیں۔ دیوبند کا نام سننا تھا کہ وہ مولوی صاحب سیخ پا ہو گئے۔ اور لوگوں سے کہا کہ تم نے جتنی نماز اس کے پیچھے پڑھی ہیں وہ تمام باطل ہیں کیونکہ دیوبندیوں کا یہ عقیدہ ہے وہ عقیدہ ہے۔ حضورؐ کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں وغیرہ وغیرہ

جب لوگوں نے اس مولوی صاحب کی باتیں سنیں تو وہ سب میرے پاس آ گئے۔ اور مجھے کہا کہ تم ان باتوں کی صفائی پیش کرو۔ اور اس مولوی صاحب کے ساتھ مناظرہ کرو۔ کیونکہ اس نے آپ پر یہ الزام عائد کئے ہیں۔

چار و ناچار میں مناظرہ کے لئے آمادہ ہو گیا۔ وقت اور مقام کا تعین بھی ہو گیا۔

وقت مقررہ میں حیران و پریشان اور لرزاں و ترساں مناظرہ گاہ پہنچا۔ ادھر مولوی صاحب بھی اپنے ارادت مندوں کے ہجوم میں جبہ و دستار پہنے انداز خسروانہ مناظرہ گاہ میں آوارد ہوئے۔ ابھی مناظرہ شروع ہوا کہ ایک شخص میرے قریب بیٹھ گیا اور مجھے کہا کہ مناظرہ کرو اور کسی قسم کا خوف دل میں نہ لاؤ۔

بہر حال مناظرہ شروع ہوا تو میں نے ایسی باتیں کیں جو میں خود بھی نہیں سمجھتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہوں۔ بالآخر

اس مولوی صاحب نے ہاتھ جوڑ کر مجھ سے معافی مانگ لی۔ اور کہا کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہیں۔

حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ آپ کو اس شخص کا (جو آپ کے قریب بیٹھا تھا) حلیہ معلوم ہے؟ اس نے کہا۔ ہاں! جب اس نے اس شخص کے خدوخال کا نقشہ کھینچا تو حضرت شیخ الہندؒ نے فرمایا کہ یہ تو ہمارے سیدنا الامام الکبیر محمد قاسم نانوتویؒ تھے۔ اس واقعہ پر حاشیہ لکھا گیا ہے کہ سیدنا امام الکبیر کی اس روحانی امداد کا قصہ نوشنیدہ ہے۔ لیکن اس سلسلہ کی وہ روایت جس کا ذکر پہلے بھی شاید ہو چکا ہے یعنی ان شکر رنجیوں کے سلسلہ میں جو مولانا احمد حسن امروہی اور مولانا فخر الحسن گنگوہی کے درمیان کسی وجہ سے ہو گئی تھی۔ اور شیخ الہند بھی کچھ دلچسپی اس قصہ میں لینے لگے تھے۔

یہ اطلاع مولانا رفیع الدین نے دی۔ کہ ابھی ابھی مولانا نانوتوی جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔ اور فرمایا محمود الحسن سے کہہ دو کہ وہ اس جھگڑے میں نہ پڑے (حاشیہ سوانح قاسمی ج ۱ ص ۳۳۲)

مولانا عبدالوحید صاحب قاسمی جب موضع کڈی (ضلع مردان) میں مولانا عبدالرؤف صاحب کے ہاں پڑھتے تھے تو ہر جمعرات کو گاؤں تشریف لاتے۔ کڈی اور زروبی کے درمیان تقریباً دس کلومیٹر مسافت ہے۔ اس وقت تو پختہ سڑکیں نہ تھیں۔ کھیتوں میں پگ ڈنڈیوں جیسا راستہ تھا اس پر مسافت مختصر ہونے کے ساتھ ساتھ وقت بھی تھوڑا لگتا تھا۔ ایک دن جو کہ آپ کے گاؤں آنے کا دن تھا۔ ان کے سبق کا نمبر سب سے آخر میں آیا۔ شام ہو رہی تھی، آپ سبق سے فارغ ہوئے موسم بھی ابر آلود اور باد و باراں کا اندیشہ تھا۔ آپ اسی وقت گھر کے لئے روانہ ہو گئے۔ جب آبادی سے صحرا میں داخل ہوئے تو ان کا بیان ہے کہ ایک بوڑھا آدمی مجھ سے آٹھ دس قدم آگے جا رہا ہے۔ اس تمام راستے میں وہ میرے ساتھ رہا۔ لیکن جب گاؤں کے مقبرہ کے قریب پہنچا (کیونکہ عام راستہ مقبرہ کے پاس سے ہو کر جاتا ہے) تو وہ آدمی اچانک غائب ہو گیا۔ میں نے اسے بہت ڈھونڈا لیکن اس کا نام ونشان نہ ملا۔ اور تاریکی بھی بڑھ رہی تھی۔ انہوں نے بتایا میں جب گھر پہنچا تو عشاء کا وقت تھا۔

میرے والد صاحب نے جب مجھے بے وقت آتے دیکھا تو بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ اس وقت آنے کی کیا ضرورت تھی صبح آ جاتے۔ پھر اس کے بعد وہ قصہ بیان کیا کہ راستے میں ایسا شخص میرے ساتھ دس قدم کے فاصلے پر جا رہا تھا۔ پھر گاؤں کے قریب اچانک غائب ہو گیا حلیہ بھی بیان کیا۔ جب میں نے اس کے خدوخال بتائے تو میرے والد مرحوم نے کہا کہ یہ تو میرے والد بزرگوار (اکرم بابا) تھے۔

اعلیٰ تعلیم کے لئے دیوبند روانگی | اپنے علاقہ میں مختلف علوم وفنون کی تکمیل کے بعد اعلیٰ تعلیم اور سند حدیث کے لئے دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ وہاں پر شیخ الاسلام والمسلمین حضرت سیدنا مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، شیخ الادب والفقہ مولانا اعزاز علی صاحب قدس سرہ۔ مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمہ اللہ۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب

اور مولانا عبدالخالق صاحب کبیر والا وغیرہم حضرات سے استفادہ کیا اور ۱۳۶۴ھ میں سند فراغت حاصل کی۔ فارم داخلہ نمبر ۴/۱۲ (قدیم) ہے۔

تدریسی خدمات | جب آپ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہوئے تو اپنی خدا داد قابلیت و ذہانت کی بنا پر حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ کی سفارش پر جامعہ ابینیہ دہلی میں تدریس پر مامور ہوئے۔ حضرت مدنی رحمہ اللہ نے مفتی ہند مفتی کفایت اللہ صاحب مرحوم کے نام آپ کی تدریس کے لئے ایک سفارشی خط لکھا۔

مکتوب مدنی بنام مفتی ہند | جناب مفتی صاحب زید مجدکم

بعد از سلام مسنون آں کہ عرض گزار محنتی اور سمجھدار شخص ہے۔ ان کے نمبر امتحان میں بہت اچھے ہیں۔ اخلاقی حالت بھی قابلِ اطمینان ہے۔ قوی امید ہے کہ اگر ان کو مدرسہ امینیہ کی تعلیمی خدمات تفویض کی جائیں تو کامیاب مدرس ہوں۔

والسلام ننگ اسلاف حسین احمد غفرلہ ۱۱ محرم الحرام

کچھ عرصہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی میں بھی تدریس کی ہے لیکن یہ معلوم نہ ہو سکا کہ جامعہ ابینیہ میں تدریس سے پہلے یا وہاں سے کچھ وقت کے لئے ادھر تشریف لے گئے۔ کیونکہ اپنے ایک مکتوب میں حضرت مفتی اعظم رحمہ اللہ کے نام لکھتے ہیں

جناب مفتی اعظم دامت برکاتہم

سنت سلام کے بعد واضح ہو کہ کافی عرصہ ہوا کہ فسادات جاری ہیں۔ استفسار کثیر کے بعد آنجناب کی بابت اتنی خبر پہنچ گئی ہے کہ خیریت کے ساتھ اپنی جگہ مقیم ہیں۔ خدا کرے کہ سب محفوظ ہوں۔ مگر ضعف روایت کے باعث قلب مطمئن نہ تھا۔ لہذا چند سطریں ارسال ہیں۔ تاکہ آں جناب کی خیریت سے واقف ہو کر اطمینان حاصل ہو جائے۔ کوتاہ دستی کی وجہ سے دعائے خیر و عافیت کے سوا اور کوئی دسترس نہیں رکھتا۔ لہذا اگر کوتاہی معاف کی جائے تو نوازش سمجھی جائے گی۔ میرا آنے کا خیال تھا کہ جب بھی راستہ صاف جلائے تو بشرط مشیت خدمت میں حاضر ہو جاؤں گا۔ والسلام

عبدالوحید عفی عنہ

قیام پاکستان کے بعد آپ جامعہ اشرفیہ لاہور تشریف لائے۔

۱۹۴۹ء میں پنجاب یونیورسٹی میں مولوی فاضل کا امتحان دیا۔ اور ۳۵۱ نمبرات حاصل کئے۔ بدقسمتی سے چند مجبوریوں کی بنا پر دینی مدارس میں سلسلۂ تدریس جاری نہ رہ سکا۔ اور گورنمنٹ ہائی سکول شیرانوالہ گیٹ لاہور میں ۹ نومبر ۱۹۴۹ء کو عربی استاذ کی حیثیت سے آپ کا تقرر ہوا۔ شیرانوالہ گیٹ لاہور میں تقریباً تین سال تک آپ نے تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ اس کے بعد اسی پوسٹ پر ہائی سکول مغلپورہ لاہور آپ کا تبادلہ ہو گیا۔ صحت کی خرابی اور موسم کی عدم موافقت کی وجہ سے آپ اپنے علاقے کو تبدیلی کے خواہاں تھے۔ لہذا کافی تگ و دو کے بعد ضلع کوہاٹ میں شکر پورہ کے مقام پر آپ کی تبدیلی ہو گئی۔ وہاں سے زیدہ۔ مرغز اور پھر اپنے گاؤں زروبی تشریف لائے اور تادم مرگ اپنے